خواجہ عبدالحمید آف قادیان حال لودھراں

مرزا محمود خلیفہ قادیان کی غداری کی داستان

سابقہ قسط میں وضاحت سے یہ بات بیان کر دی تھی کہ مرزا محمود خلیفہ قادیان نے ہر چند کوشش کی کہ وہ پاکستان کے خلاف اوٹ پٹانگ باتیں والہام بنا کر ہندوستان کی حکومت کو خوش کرے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔

تقسیم ملک یعنی ۱۹۴۷ء سے پہلے کپرلس مشن وغیرہ سے مل ملا کر مرزا محمود کی یہ کوشش تھی کہ انگریزی حکومت ہندوستان میں اپنے اقتدار چھوڑنے سے پہلے مرزائیوں کو اقلیت قرار دے کر ان کے ہر طرح سے سیاسی حقوق محفوظ کر دیوے۔ اور اس مقاد کو حاصل کرنے کے لیے پوری پوری جدوجہد بھی کی۔ ملاحظہ ہو

اقلیت بننے کا مرزائیوں نے خود مطالبہ کیا

"میں نے ایک نمائندہ کی معرفت (سر ظفر اللہ کا نام نہیں لیا) ایک بڑے ذمہ دار انگریز آفیسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کیے جاویں جس پر اس آفیسر نے کہا وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ۔

اس پر اس نے جواب دیا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو ایک مذہبی فرقہ ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کیے گئے ہیں۔ اسی طرح ہمارے بھی کیے جاویں۔ تم ایک پارسی پیش کرو۔ میں اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کر دوں گا۔ (اخبار الفضل قادیان ۱۳ نومبر ۱۹۴۶ء)

۲۳ مارچ ۱۹۴۷ء کو خضر وزارت نے استعفیٰ دے دیا۔ اسی روز سے پنجاب میں

ہندو مسلم سکھ فسادات شروع ہو گئے۔ مرزائیوں نے مسلم لیگ سے الگ میمورنڈم باؤنڈری کمیشن میں پیش کیا۔ ان وجوہات کی ایک الگ داستان ہے، کبھی موقعہ ملنے پر اس پر سیر حاصل تبصرہ کروں گا۔ فی الحال اس مسئلہ کو اس مضمون سے ملانا مناسب نہیں۔

بہر حال مرزا محمود خلیفہ قادیان۔ مرزائیوں کے غریب طبقہ کو یتیم کر کے خود کالے پردے ڈال کر موٹروں میں سرکاری ٹرکوں کی حفاظت میں قادیان سے فرار ہو گیا اور لاہور میں ایک ہندو رئیس کی عالی شان کوٹھی موسومہ رتن باغ " متروکہ جائیداد پر قبضہ جمایا اور اس کو الاٹ کروانے کی مختلف ترکیبیں اختیار کیں۔ آخر ۱۹۵۰ء کے قریب حکومت پاکستان نے ان کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ اس پر پھر تفصیل سے لکھا جائے گا۔ مرزا محمود نے اپنے دفاتر اسی رتن باغ کی کوٹھی کے سامنے زمین دوز بلڈنگوں میں جو جودھامل بلڈنگز" کے نام سے مشہور ہیں اور جو نسبت روڈ سے میکلوڈ روڈ تک جاتی ہیں۔ وہاں اپنے کاروبار منتقل کر لیے۔ کچھ مرزائی اپنے اپنے اضلاع میں چلے گئے جہاں سے وہ قادیان میں برائے رہائش گئے ہوئے تھے

ربوہ

مرزائیوں نے سر فرانس موڈی گورنر پنجاب (انگریز گورنر) سے فوراً خفیہ خفیہ دریائے چناب کے کنارے کی زمین (تقریباً پانچ پیسے فی مرلہ کے حساب سے خرید لی اور وہاں ربوہ (قائم مقام قادیان) بسانے کی تجویز پر عمل کیا تاکہ تمام منتشر مرزائیوں کو یکجا کر کے بسایا جاوے اور دوبارہ چھوٹی سی متوازی سٹیٹ قائم کی جاوے اور اپنے مخصوص ارادوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جا سکے اور وہ جگہ کسی دوسرے نان مرزائی (یعنی مسلمان) کا مسکن نہ بن سکے اور نہ ہی وہاں سے کوئی راز فاش ہو سکے۔

فراری کے بعد

مرزا محمود خلیفہ قادیان نے اپنی فراری کے بعد قادیان میں اپنے برادر خورد مرزا بشیر احمد ایم اے۔ (جس کا پسر مسٹر ایم۔ ایم۔ احمد ہے اور جس پر سقوط ڈھاکہ کا الزام ہے۔ پچھلے دنوں وہ ایوب حکومت میں ڈپٹی پلاننگ چیئرمین پاکستان تھا۔) کو اپنا جانشین مقرر کیا

تھا کہ وہ دیگر مرزائیوں کو کنوائے پر سوار کروا کر پاکستان بھجوائے۔ یہ کنوائے حکومت پاکستان کا ملٹری کنوائے تھا جو پناہ گزینوں کو پاکستان لانے کے لیے تھا مگر مرزائیوں نے یہ غلط تاثر دے رکھا تھا کہ وہ صرف مرزائیوں کو لے جانے کے لیے ہے۔ بہر حال کنوائے پر صرف مرزائیوں کو سوار کیا جاتا تھا کیونکہ یہ کنوائے یعنی ملٹری ٹرک و فوجی گاڑیاں۔ مرزا محمود کے چھوٹے بھائی ریٹائرڈ کیپٹن مرزا شریف احمد کی کوٹھی میں کھڑا کیا جاتا یا نواب محمد علی مرزائی کے باغ کے قریب اور ٹی۔ آئی ہائی سکول کے فٹ بال گراؤنڈ میں کھڑے کیے جاتے اور مرزا ناصر احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ حال خلیفہ ثالث ربوہ (رقیب عبدالمنان عمر ایم اے پسر خلیفہ اول مولوی نور الدین) انچارج تھا۔

مرزا ناصر احمد ان دنوں زرد، رنج قسم کا ڈکیٹر تھا۔ جو کسی دوسرے نان مرزائی کو، ٹرک وغیرہ پر چڑھنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ بعض غریب مرزائی طبقہ بھی اس کے ہاتھوں نالاں تھا۔ جس کی باری نہ آتی تھی۔

مسلمانوں کے قافلے

ضلع جالندھر، ہشیار پور و بعض امرت سر کے مسلمانوں کے افراد قادیان پناہ گزین کے طور پر آ گئے جو گئے تھے کہ ضلع گورداسپور پہلے پاکستان میں شامل کر دیا گیا تھا۔ اور ۱۸ اگست کی شام کو تحصیل بٹالہ، تحصیل گورداس پور و تحصیل پٹھانکوٹ ہندوستان کے حصہ میں شامل کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ ۱۸/۸/۴۷ کے بعد وہ دوہری مصیبت میں پھنس گئے۔ اپنی مصیبت جو پہلے ہی تھی۔ دوبارہ پھر وہاں سے نقل مکانی کر کے وہ بیچارے بے حد مجبور و پریشان تھے۔ ایک تو راشن ان کا ختم تھا۔ دوسرے ان کو سرکاری ٹرکوں پر چڑھنے میں مرزائیوں کی طرف سے رکاوٹ۔ ان کی نوبت فاقہ کشی تک تھی۔ ہر شخص نفسا نفسی کے عالم میں قیامت صغریٰ کا منظر دیکھ رہا تھا۔

مجھ سے یہ صدمہ نہ دیکھا جاتا تھا کیونکہ اسی اثنا میں مجھے بھی خطرات کی اطلاعات ملتی تھیں کہ اکیلے ڈکیلے پھرنے کا سماں نہ تھا۔ ہندو سکھ پناہ گزین دن بدن آ رہے تھے اور مجھے سردار تیجا سنگھ Teja Singh سیکرٹری خالصہ دیوان ریاست کی۔ قادیان نے

ہمدردانہ، ناصحانہ مشورہ دیا تھا کہ آپ بلا حفاظت ادھر اُدھر نہ پھریں۔ حالات بدل چکے ہیں اور آریہ سکول کے محلہ میں جہاں مسلم آبادی تھی۔ وہاں حملہ ہو چکا تھا۔

بہرحال میں اللہ کے بھروسہ پر میاں بشیر احمد ایم اے انچارج حفاظت قادیان کے پاس چلا ہی گیا اور حالات بیان کیے اور عرض کیا کہ لاکھوں مسلمان نیلے آسمان تلے مچھروں و مکھیوں کی طرح فاقہ کشی میں مر رہے ہیں۔ ایک دفعہ تو اور نہیں تو چند کنوں کو ہی باعوروتوں کو کنوائے پر بھجوادیں ورنہ قافلہ میں تو یہ لوگ بالکل مارے جائیں گے، مرزا بشیر احمد صاحب نے جواب دیا کہ اتنے لوگ کیسے کنوائے پر جا سکتے ہیں۔ جب کہ ہماری جماعت کے بہت سے لوگ باقی ہیں۔

میں یہ جواب سن کر ہکا بکا رہ گیا۔ پھر کہنے لگے آپ یا ایک دو کنبے جانا چاہیں تو میں پرمٹ جاری کر سکتا ہوں۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ شکریہ۔ پھر کچھ حفاظت قادیان کے متعلق ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں اور میں واپس آگیا۔ رات کو میں نے حکیم محمد طفیل کوٹ کپورہ ضلع امرت سر اور چودھری محمد طفیل حال آباد مسجد روڈ کوئٹہ سے ذکر کیا۔ حکیم محمد حسین بہت پریشان اور مایوس ہو رہے تھے۔ کہنے لگے خدارا۔ مجھے جس طرح ہو کنوائے پر پاکستان بھجوا دو۔ میں لاہور جا کر کچھ نہ کچھ انتظام کر دوں گا۔ میں نے حکیم صاحب کو تسلی دی۔ ان کا اصرار بار بار بڑھتا گیا۔ چنانچہ ان کی پاس داری کی خاطر مرزا بشیر احمد ایم اے کے پاس رقعہ لکھا کہ ہمارا گھریلو سامان لنگر خانہ میں جمع کروا دیں اور میرے عزیز کے لیے حسب قاعدہ پرمٹ جاری کر دیں۔ میرے رقعہ کا جو جواب آیا وہ ملاحظہ ہو۔

"مکرمی خواجہ عبدالحمید صاحب السلام علیکم!

آپ کا خط ملا۔ جو مجھے ۹ ½ ۵ شام کے بعد ملا۔ میں نے شروع سے ہی اس بات کا خیال رکھا ہے کہ جو کنوائے ہمارے جماعتی نظام کے تحت قادیان آئیں۔ ان میں آپ کا اور قادیان کی دوسری مسلمان آبادی کا حصہ خیال رکھا جاوے۔ چنانچہ دو لاری پر کنوائے ہی پر بعض لوگ بھجوائے جاتے رہے ہیں۔ آپ کو ذاتی طور پر میں نے لکھ دیا تھا کہ اگر آپ اپنے اہل و عیال کو

بھجوانا چاہیں تو میں ان شاء اللہ حسب گنجائش اس کا انتظام کرنے کی کوشش کروں گا مگر آپ نے اس وقت اس کے لیے آمادگی ظاہر نہ کی اور بعض دوسرے آدمیوں کی سفارش بھجوا دی جنہیں ٹکٹ دے دیا گیا تھا۔ اب آپ کا ارادہ معلوم ہونے پر ان شاء اللہ آئندہ کنوائے پر حسب گنجائش اس کا خیال رکھا جائے گا مگر جیسا کہ آپ سمجھ سکتے ہیں۔ دن بدن کنوائے کی گنجائش کم ہوتی جاتی ہے اور مشکلات بڑھتی جاتی ہیں۔ آپ مجھے فی الحال پانچ چھ کسی عورتوں اور بچوں کے نام بھجوا دیں تاکہ آئندہ جانے والے کنوائے میں ان کے لیے گنجائش رکھنے کی کوشش کی جاوے۔ اس کے بعد باری باری دوسروں کا خیال رکھا جائے گا۔ اور ہماری جماعت کی مستورات بھی اس طرح حسب گنجائش باری باری جاری رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔ والسلام

مرزا بشیر احمد ۱۶/۹/۴۷

نوٹ: سامان کے متعلق اگر آپ فکر مند ہیں تو بے شک لنگر خانہ میں بھجوا دیں مگر آج کل کے حالات کے تحت حفاظت کی ذمہ داری اٹھانا مشکل ہے۔ اور خود آپ نے اپنے خط میں اشارہ کر دیا ہے۔"

(اس خط اور اس کے جواب پر پھر ان شاء اللہ تبصرہ کیا جائے گا۔ باقی آئندہ)

قادیانیت۔ ایک جائزہ

★ انگریزی زبان میں مرزائیت پر منفرد کتاب

از قلم علامہ احسان الٰہی ظہیر

★ خوبصورت طباعت ★ اعلیٰ جلد ★ بہترین کاغذ

قیمت: ۲۸ روپے صرف

ادارہ ترجمان السنۃ، ۷ ایبک روڈ انارکلی ــــــ لاہور